محمد بلال

’’فاروق‘‘ کی طویل اور ابدی زندگی‘‘

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک دن یہ دین اجنبی ہو جائے گا۔ افسوس ہم پاکستانی اس اجنبیت کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس سنگین صورت حال میں جب کوئی اللہ کا غیر معمولی بندہ دین پر براہ راست، مسلکی تعصب سے بچتے ہوئے، قرآن مجید کو کتاب اور فرقان مان کر غور و فکر کرتا ہے اور اپنے نتائج فکر کو معاشرے کے سامنے پیش کرتا ہے تو تنگ نظری کی کال کوٹھری میں رہنے کے عادی اس روشنی کو برداشت نہیں کر پاتے اور اسے ختم کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد فاروق خان شہید بھی ایسی ہی روشنی کو پھیلانے والوں میں شامل تھے۔ انھیں اپنے انجام کا بھی اندازہ تھا، مگر انھوں نے دین کی اجنبیت کو کم کرنے کی ٹھان رکھی تھی۔ سیانے کہتے ہیں کہ غصہ دلیل نہ ہونے کی علامت ہے۔ ڈاکٹر فاروق کے مخالفین کے پاس بھی صرف غصہ تھا۔ کون نہیں جانتا کہ غصہ حرام ہوتا ہے۔ چنانچہ غصے کے اظہار کا انجام وہی ہوا، ایک حرام کام کا ارتکاب ہو گیا۔ مگر اسی واقعہ کا دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ ہر طرح کی مخالفت کے باوجود ڈاکٹر فاروق، ’’فاروق‘‘ بنے رہے، وہ حق و باطل میں فرق کرتے رہے اور قولی اور قلمی شہادت کی راہ پر چلتے چلتے جانی شہادت دینے میں بھی کامیاب ہو گئے۔

ہم ’’فاروق‘‘ کے گھر والوں، دوستوں اور ساتھیوں کے سامنے دنیوی اور انسانی پہلو سے افسوس کرتے ہیں، مگر افسوس سے کئی گنا زیادہ مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ ان کے شوہر، بھائی، باپ، دوست اور ساتھی کو شہید کا درجہ ملا۔ موت سے تو ہر شخص نے ہمکنار ہونا ہے، مگر ایسی شہادت کی موت بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ یہ موت اصل میں زندگی ہے، وہ زندگی جس پر ہم جیسوں کی زندگی رشک کرتی ہے۔

قاتل یہ سمجھتے ہوں گے کہ انھوں نے ’’فاروق‘‘ کو مار دیا، مگر شاید انھیں معلوم نہیں کہ پہلے اگر ’’فاروق‘‘ کو

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ہزاروں لوگوں نے پڑھنا تھا تو اب کروڑوں لوگ پڑھیں گے اور شہید ''فاروق'' ذہنوں اور دلوں پر دیر اور دور تک اثر انداز ہوتا رہے گا۔ قاتل اس پر ماتم کریں کہ ''فاروق'' کو دنیا میں طویل ترین اور انتہائی پُر اثر اور آخرت میں اعلیٰ ترین ابدی زندگی عطا ہو چکی ہے:

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

تعلیم عام نہ ہونے کی اصل وجہ ہمارا جاگیردارانہ یا بیوروکریٹک طبقہ، مادہ پرستانہ سیاسی نظام اور اس کے نتیجہ میں ملک میں پھیلی ہوئی عام غربت ہے۔ غریب مزارعوں اور ہاریوں کے بچے اگر پڑھنے چلے جائیں، تو غیر مشینی کاشت کاری میں ان کا ہاتھ کون بٹائے۔ ایک غیر صنعتی معاشرہ ہونے کی وجہ سے چونکہ ملک کی آبادی کی اکثریت نہایت مفلوک الحال طبقے سے تعلق رکھتی ہے، اس لیے اس طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے اوائل عمر ہی سے فکر روزگار میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ اس لیے ان کے لیے لکھنا پڑھنا پہلی ترجیح نہیں رہتی، چنانچہ سارا ملک بلحاظ مجموعی ناخواندگی کی لپیٹ میں ہے۔ مستقبل میں بھی اس صورت حال کے بدلنے کا زیادہ امکان نہیں ہے۔ میٹرک اور اس سے اوپر تعلیم حاصل کرنے والوں کی اکثریت بے روزگار پھر رہی ہے۔ اس طرح نہ صرف ان کی، بلکہ پورے معاشرے کی فرسٹریشن میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک عام فرد یا بے روزگار نوجوان مریضانہ سوچ اپنے اوپر طاری کر لیتا ہے کہ جب تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی زندگی کی دوڑ میں ارتقا کا راستہ نہیں کھلتا، تو ایسی تعلیم کا کیا فائدہ۔ اب تو لاکھوں بے روزگاروں کے اس ہجوم میں ماہرین کامرس، ڈاکٹر، انجینئر، ماہرین زراعت، اور ماہرین تعلیم بھی شامل ہوتے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف جاگیردارانہ نظام کی گرفت معاشرے پر پوری طرح مضبوط ہے۔ چنانچہ یہ تجزیہ کرنا بے جا نہ ہوگا کہ اگر موجود نظام کو مکمل طور پر تبدیل نہ کیا جائے اور جاگیردارانہ طرز معاشرت کو ختم کر کے ملک کو صنعت اور ٹیکنالوجی کے راستے پر نہ ڈالا جائے، تو شرح خواندگی میں اضافے کا سوال خارج از امکان ہے۔

(ڈاکٹر محمد فاروق خان کی کتاب ''اکیسویں صدی اور پاکستان'' سے ایک اقتباس ۱۲۰)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org